امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی

کی

ایک نادر، فکر انگیز اور غیر مطبوعہ تحریر

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم مارچ ۱۹۳۹ء میں ۲۵ سال کی جلا وطنی کے بعد وطن تشریف لائے و مسلمانوں کی ملی و قومی زندگی سے لے کر انٹرنیشنل سطح تک کام کرنے کا ان کے سامنے ایک جامع منصوبہ اور لائحہ عمل تھا۔ اس سلسلے کے دو مرحلے تھے:

الف۔ مرحلہ اول، تعلیم و تربیت اور اصحاب استعداد کی تیاری سے تعلق رکھتا تھا۔ اس مرحلے کے خاص نکات یہ تھے:

۱۔ ا۔ دیوبند کا مرکز انقلاب —— دار العلوم کو رجعت پسندوں سے پاک کرنا اور حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اصولوں کے مطابق اس کی اصلاح

۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے اس کے فکری تعلق کا احیاء و استحکام

۳۔ دار العلوم کے نصاب تعلیم میں شاہ صاحب کی تصانیف کی شمولیت اور ولی اللّٰہی حکمت کا طلبہ میں تعارف اور صاحب استعداد طلبہ کی سیاسی تربیت۔

۴۔ مسلمانوں کی ایک انقلابی جماعت کی حیثیت سے جمعیت علماء ہند اور اس کے انقلابی سیاسی پروگرام کی تشکیل جدید

ب۔ دوسرا مرحلہ: عملی میدان میں سیاسی کام کرنے اور ملت اور قوم و وطن کی خدمت کا تھا۔ اس مرحلے کے اہم نکات یہ تھے:

۱. خالص دینی، تہذیبی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے اندر اصلاحی، تعلیمی کام کرنا

۲. آل انڈیا نیشنل کانگریس سے مسلمانوں کے تعلق کی استواری، اس کے اندر ایک مستقل پارٹی کی تشکیل، جس کا کانگریس کے اندر اپنا مستقل پروگرام ہو۔

۳. ہندوستان کی دیگر انقلابی پارٹیوں سے نکتہ ہائے اشتراک پران کے ساتھ مل کر ملکی اور قومی سیاست میں حصہ لینا۔

(الف): ملک کی آزادی کے لیے کام کرنا۔

(ب): ملک کے دفاع، تعمیر اور اہلِ ملک کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا۔

۴. حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فلسفے پر مبنی ایک ایسی پارٹی کی تشکیل جو انٹرنیشنل سطح پر کل اقوام کی فکری رہنمائی کرے۔

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم نے ملی و قومی اور بین الاقوامی سطح پر کام کرنے کا جو لائحہ عمل مرتب کیا تھا، اس سلسلے کے بعض اہم اشارات اُن کی اس نادر اور فکرانگیز تحریر میں موجود ہیں۔

یہ تحریر مجھے مولانا عزیز احمد مرحوم سے ملی، میرا خیال ہے کہ ابھی تک یہ تحریر غیر مطبوعہ ہے، قارئین کی ضیافتِ طبع اور استفادۂ فکری کے لیے پیش کی جا رہی ہے۔

ابوسلمان شاہجہان پوری
۱۵ اگست ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد: جمعیۃ علماء ہند میرے خیال میں مسلمانوں کی اجتماعی انقلابی مرکزی جماعت ہے اس لیے اس کا فرض ہے

۱. وہ صحیح تعلیم کی رہنمائی کرے

۲. تبدیلی حالات پر جو نتائج مرتب ہوتے ہیں اس پر علمی نقطہ نظر سے احکام صادر کرے

۳. اس کی اپنی پارٹی سیاسی نمائندگی کے لیے قومی مجلس میں ہو

۴. اس کے اثر پھیلانے کے لیے ایک جماعت خدام خلق اللہ کے طرز کی اس کے تابع ہو

اسمبلی اور کونسل میں انتخابی مہمات میں سیدھا حصہ لینا اس کے فرائض میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ امر اول کے متعلق میری سوچی ہوئی رائے ہے کہ امام ولی اللہ دہلوی کے فقہ، حدیث، تفسیر (افکار اور) حکمۃ سے باہر نہیں جانا چاہیے اسی لیے اس خاص صنف علماء کی مخالف جماعت اہل علم کو جمعیت علماء ہند میں داخل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اسی لیے میں موجودہ نصاب دارالعلوم کا حامی ہوں اس سے استعداد پیدا ہوتی ہے کہ امام ولی اللہ کے علوم کو سمجھ سکیں۔ اتباع امام الائمہ ولی اللہ (محدث دہلوی) میں امام عبدالعزیز اور مولانا رفیع الدین، ان کے بعد مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولانا (شاہ) محمد اسحٰق۔ ان کے بعد مولانا محمد قاسم (نانوتوی) اور مولانا رشید احمد (گنگوہی) اس فرقے کے امام مانے جا سکتے ہیں۔

موجودہ نصاب فقط استعداد پیدا کرتا ہے۔ تحقیق نہیں سکھلاتا فقط صحاح ستہ کا درس علم حدیث کا خصوصی درس ہے جس میں متوسط علمی لیاقت پیدا ہو جاتی ہے اس کے علاوہ باقی کتابیں کسی خاص علم کی تحقیق نہیں سکھلاتیں۔

میرا مطلب یہ ہے کہ تحقیق فنون کے لیے تکمیلی مدارس کھولنے چاہییں مگر یہ مرکزی استعداد کا نصاب حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ کتابوں کے اضافے سے تکمیل کیا جائے۔ اسے چھوڑ دینا بالکل ناجائز ہے۔

آج کل عربی زبان خود یورپین سائنس کے نقل کا آلہ بن رہی ہے۔ نئی عربی کے نام سے اس نصاب میں ترمیم کرنا اور بالآخر یورپ کی سائنس عربی میں سکھلانا کوئی بہت بڑا کمال نہیں، ہندوستانیوں کے لیے آسانی اسی میں رہے گی کہ جب تک اردو اتنی ترقی نہیں کرتی کہ تمام فنون عصریہ کے لیے مادہ بن سکے۔ اس وقت تک انگریزی پڑھ کر سائنس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ عربی کو اس کا ذریعہ بنانا تقلید در تقلید اور ناقص کو کامل سمجھنے کا مغالطہ پیدا کرے گا۔

ہم کو امام ولی اللہ کی حدیث وفقہ میں جس قدر ضرورت ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ میرا تجربہ اس کی رہبری کرتا ہے کہ یورپ کا فلسفہ اور سیاست سمجھنے کے لیے، یا اس کے زہر آلودہ اثر سے بچنے کے لیے یا اپنی قومی اور مذہبی خودی برقرار رکھنے کے لیے بھی امام ولی اللہ کی کتابیں بے حد ضروری ہیں۔

موجودہ نصاب چونکہ ان کے لیے امدادیہ اسکول کا مرتبہ رکھتا ہے اس لیے اسے اسی شکل میں قائم رہنا ضروری ہے۔ آج کل عربی مضامین لکھنے یا عربی بولنے کے لیے نئی عربی ایک مستقل مضمون کے طور پر سکھلائی جا سکتی ہے اس کو علوم حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بنایا جائے گا۔

۱۔ فنون عصریہ کی تعلیم انگریزی اور اس کے بعد اردو کے ذریعے حاصل کرنی چاہیے۔ فلسفہ، سائنس، سیاست کے لیے بھی دارالعلوم میں مستقل شعبے کھول دیئے جائیں۔

۲۔ دوسرے مقصد کے لیے امام ولی اللہ دہلوی کا فلسفۂ اقتصادیات ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس کی تکمیل کے لیے فلسفۂ الٰہیات بھی ساتھ رہے۔

۳۔ تیسرے مقصد حاصل کرنے کے (سلسلے میں) میری رائے میں ایک مستقل نیشنل پارٹی کانگریس کے اندر ہونی چاہیے۔

۴۔ عام طلبہ کو خدمت خلق سکھلانا اور جمعیت علما کے معاونین پیدا کرنا ان کا کام ہوگا۔

دوسرا اہم مسئلہ اجتماعی انقلاب کی رہنمائی کا ہے۔ اگرچہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اسلام عمومی انٹرنیشنل انقلاب کا دوسرا نام ہے، مگر اس انقلاب کے شارحین مختلف ذہنیتیں رکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض فلاسفر اسلامی اصول اور مسلم ذہنیت سے متناقض مانے جاتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں ہیگل فلاسفی کے اتباع میں کارل مارکس کا انقلابی اقتصادی فلسفہ تمام عالم میں شائع ہو رہا ہے اس کے اتباع میں کامریڈ لینن نے ماسکو میں ایک عالمگیر انقلاب کا مرکز پیدا کر دیا۔

اب جمعیت علمائے ہند جیسی جماعت کو میں زور سے دعوت دیتا ہوں کہ وہ امام الائمہ (شاہ) ولی اللہ دہلوی کے فلسفہ پر استقلالی نظر ڈالے اور اپنے مدارس اور مجالس میں اس کا رواج دے۔

حجۃ اللہ البالغہ کے متعدد ابواب میں اقتصادی فلسفے کے تمام اصول بالوضاحت تحریر کر دیئے ہیں ازالۃ الخفاء اور بدور بازغہ میں اس کی تشریح موجود ہے اگر وہ عبارتیں نقل کر دی جائیں تو ایک مستقل رسالہ بن جائے گا جو کسی وقت آپ کے سامنے آنا چاہیے۔